سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

امت مسلمہ کے نجات اور کامیابی کا واحد راستہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ○ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (هود. ۳،۴)

ترجمہ: ''اور یہ کہ تم اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کی طرف لوٹ آؤ تو وہ ایک خاص وقت تک تم کو اچھا سامان زندگی دے گا اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل عطا فرمائے گا لیکن اگر (اللہ سے) منہ موڑتے ہو تو تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اللہ کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے: وَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (سورۃ ہود۔۹۰)

ترجمہ: ''اپنے گناہ بخشواؤ اپنے رب سے اور اس کی طرف رجوع کرو بیشک میرا رب (اپنی مخلوق سے) محبت کرنے والا مہربان ہے۔''

عن ابن عباس انہ حدثہ قال قال رسول اللہ ﷺ من لزم الاستغفار جعل اللہ لہ من کل ضیق مخرجا ومن کل ھم فرجا ورزقہ من حیث لایحتسب (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: ''علی بن عبداللہ بن عباس اپنے والد ماجد حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو استغفار کو اپنے لئے لازم کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور ہر غم سے خلاصی دے گا اور ایسی جگہ سے اسے رزق دے گا جہاں سے (اسکے) گمان میں بھی نہ آئے۔''

محترم حاضرین گزشتہ ہفتے سے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کا علاج حدود اللہ اور اللہ کے فرامین اور حد سے تجاوز کرنے والوں کا انجام خواہ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جہانوں میں ہو بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مسلسل گفتگو طویل ہونے کی وجہ موضوع کا اختتام نہ ہو سکا' جس کے بقیہ حصہ کو آج مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات: بنی اسرائیل کو اللہ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ دولت کے ان کے پاس انبار' عمریں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سال' آسمان سے من وسلویٰ جیسے لذیذ جنتی طعاموں کا نازل ہونا' صحت قابل رشک'

قدوقامت پہاڑوں کی اونچائی کے برابر' انبیاء کا ان کے پاس کثرت سے آنا وغیرہ مگر خدا کی نافرمانی' گناہوں کی بہتات جس کی لمبی فہرست ہے۔

نیک لوگوں کا کردار: ان میں جو پاکباز لوگ تھے۔ گناہوں سے روکنے کی معمولی کوشش کی' جب وہ باز نہ آئے یہی اپنے آپ کو نیکوکار کہلوانے والے بھی ان کے ساتھ رب کی نافرمانی' گمراہی اور حرام خوری میں شریک ہو گئے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان گمراہوں کو حکمت عملی اور دلائل کے زبان سے رب کے حضور استغفار اور توبہ پر آمادہ کرتے۔ ان کے ہم نوالہ وہم پیالہ بن گئے۔

جل شانہ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ملعون قرار فرمایا ارشاد باری ہے:

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ ۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ(سورۃ المائدہ ۷۸)

ترجمہ: بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر لعنت بھیجی گئی۔ وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔ اور حد سے زیادہ بڑھ جاتے تھے۔

نیکوکار و بدکار دونوں کا انجام: آپس میں جو گناہ کیا کرتے ایک دوسرے کو منع بھی نہ کیا کرتے (بلکہ ان ساتھ یہ بھی جرم میں شریک ہوتے) اور جو کچھ وہ کرتے وہ بہت برے (کام) تھے یعنی نیک لوگ جو اپنے (زیر قدرت وحلقہ) لوگوں کو گناہوں سے منع نہ کرتے ان پر بھی اللہ کی ایسی مار پڑی کہ ملعون و مردود کے نام سے یاد کئے گئے اس لئے ہم میں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ چلو میں تو سیدھی راہ پر چل رہا ہوں' میری اولاد اور اعزہ واقارب اگر کج رو ہیں تو مجھے کیا۔ یہ راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا۔ اپنی اس ذمہ داری کے بارہ میں روز قیامت رب العالمین اپنے آپ کو صالح و نیک کہلوانے والے سے پوچھیں گے کہ اوروں کے بارہ میں آپ نے یہ ذمہ داری کس حد تک نبھائی۔

ارشاد نبوی ہے: **ما من رجل یکون فی قوم یعمل باالمعاصی یقدرون علیٰ ان یغیر وا علیه ولا یغیرون الا اخذھم الله بعقاب قبل ان یموتوا (ابی داؤد)**

ترجمہ: ''جس بستی اور شہر میں کوئی گناہ کا کام ہو رہا ہوں اور وہاں کے لوگ اسے اس گناہ کو روکنے کا قدرت رکھتے ہوں اور پھر بھی اس کو منع نہیں کرتے تو موت سے قبل اللہ گناہ کرنے والے اور جو گناہ سے (اوروں کو) منع نہیں کرتے سب اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گی۔''

کامل مومن کے قرآن میں بیان کردہ صفات سے روگردانی: رب العزت نے کامل مسلمان کی صفت یہ بیان فرمائی کہ: **وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ**

ترجمہ: مسلمان مرد اور عورت ایک دوسرے کے معاون اور دوست ہیں (ایک دوسرے کو) نیکیاں کرنے کی اور گناہوں

سے بچنے کی تلقین کرے۔

اگر اللہ نے جس فریضہ کو سرانجام دینے یعنی نیکی پھیلانے اور گناہوں سے منع کرنے کی ڈیوٹی ادا نہ کی تو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوگا۔صبح وشام دعائیں کی جائیں گی مگر کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔خلاصہ یہ کہ صرف اپنی نیکی پر اکتفا کرکے اوروں کو گناہوں سے بچانے کی کوشش نہ کرنا نجات کیلئے کافی نہیں۔آج مسلم دنیا کی ظاہری و باطنی تباہی و بربادی میں اس تصور کا عمل ودخل بھی زیادہ ہے کہ ہم فلاں گناہ نہیں کرتے'اور لوگ اگر اس میں مبتلا ہیں تو مجھے کیا پرواہ۔

انبیاء سابقہ کی تعلیمات کے مذاق پر ان اقوام کا مواخذہ:

محترم سامعین اگر آج ہم اپنے گناہوں سے تائب نہ ہوئے اور قرآن مجید میں گزرے ہوئے اقوام کے حالات' ان کی ابتداء اور انتہا جس انداز میں ہوئی بالکل غافل رہے تو اس کے شان رحمت وکریمی میں تو شک نہیں۔مگر ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔قوم عاد وثمود اور ان کا عیش وخوشحالی کا دور دورہ' اللہ کی غیر محدود انعامات کا ذکر آپ سنتے رہتے ہیں مگر فرمانبرداری کی بجائے آئے دن ان کی سرکشی میں اضافہ ہوتا کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ اللہ کے اتنے کرم ومہربانیوں کے بدلے اس سے بغاوت کرنے کی جگہ اس کی اطاعت اور گناہوں پر پشیمانی کا اظہار کرکے انبیاء کرام کی تعلیمات کے آگے سر تسلیم خم کرتے۔وہ بدبخت اللہ کی طرف سے بھیجے گئے نشانات اور انبیاء کا مذاق اڑانے لگ گئے جس کا نتیجہ رب کائنات نے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا: اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کرچکے ہیں' جن کا اپنے زمانہ میں دور دورہ رہا ہو۔ان کو ہم نے زمین میں وہ اقتدار عطا کیا گیا تھا جو تمہیں نہیں دیا تھا ان پر ہم نے آسمان سے بارشیں خوب برسائیں ان کو نیچے بہتی نہریں دی۔(مگر جب انہوں نے کفران نعمت کیا) تو آخر کار ان کے گناہوں کے بدلے ان کو تباہ کردیا۔اور پیدا کیا ان کے بعد اور امتوں کو۔یعنی اللہ نے ان قوموں کو نیست ونابود کرکے ان کا نام ونشان ہی مٹادیا۔ آنے والے لوگوں کیلئے وہ منکرین ان کا مال ومتاع خس وخاشاک کی حیثیت اختیار کرکے عبرت کا سامان بن گئے۔یہ مکافات عمل ہی ہے۔

قدرت کا اٹل قانون اور مکافات عمل: قدرت کا اٹل قانون ہے کہ جس قوم کی سرکشی اور نافرمانی حد سے پار ہوجائے اللہ تعالیٰ اسے "عذاب الیم" میں مبتلا کردیتے ہیں پہلے بھی میں نے آپ کو یہودیوں کی سرکشی کا ذکر کیا۔جب انہوں نے تمام رحمانی حدود کو پامال کردیا تو اللہ جب گرفت شروع کردے تو اس سے چھڑانے والا کوئی نہیں ہوتا اللہ نے ان پر بخت نصر مسلط کرکے وہ بابل سے آکر یہودیوں کی بیخ کنی کرکے ان کے تمام عورتوں کو باندیاں اور مردوں کو غلام بنایا

'جب انہوں نے توبہ اور رجوع الی اللہ کیا تو مالک الملک نے پھر اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کرنے کے مواقع میسر فرمائے۔ باطنی سرکشی تو ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر چکی تھی ایک بار پھر اللہ کے احکامات سے منحرف ہو کر روئے زمین پر شر وفساد پھیلانا شروع کر دیا جس کی سزا اللہ نے انطوکس کی شکل میں ان پر نازل کر دی' جس نے ان کی رہی سہی بھی پوری کر کے ان کی جڑیں ختم کر دیں۔ آج پھر مسلمانوں کی بے حسی' دین سے دوری' اسلامی حمیت وغیرت کے فقدان کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ اول بیت المقدس ان ذلیل وقلیل مقدار یہودیوں کے قبضہ میں آ کر نماز باجماعت پڑھنا تو دور کی بات ہے' فلسطین اور بیت المقدس کے قریب رہنے والوں کا مسجد میں داخلہ اور عبادت ناممکن کر دیا۔ مسلمانوں کی اس ذلت وخواری کا سب سے بڑا سبب بیت المقدس جو کہ اللہ کے نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت تھی کے بے قدری اور اسکی عظمت وحرمت کو ملحوظ خاطر نہ رکھا۔ کاش ہم قرآن مجید ہی میں ذکر وہ تباہ ہونے والے اقوام کے واقعات کو سن کر عبرت حاصل کرتے اور اللہ کے طرف سے مبعوث انبیاء کی استھزاء اور تکذیب کرنے والوں کا جو انجام ہوا۔ اسے ہر وقت فریم ورک کے طور پر اپنے دل اور آنکھوں کے سامنے رکھتے تو آج عزت، اقتدار، حکومت وسلطنت ودشمنان دین پر غلبہ وغیرہ امت مسلمہ کا مقدر ہوتا

اللہ کی راہ پر چلنے والوں کے لئے اللہ کی خوشخبری:

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (نور۔۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ کر لیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کریں وہ ان کو اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے ان کیلئے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرے گا جسے رب العالمین نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور میری بندگی کریں گے اور جو اسکے بعد میری ناشکری کرے ایسے لوگ (میرے) نافرمان یعنی فاسق ہیں۔

محترم حضرات اللہ کے وعدے، احکامات اور تعلیمات ابدی وسرمدی ہیں۔ اسی وجہ سے کلام اللہ صرف نزول قرآن کے وقت کے مخاطبین تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک ہر انسان اس پر مکلف ہے کہ اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے کے ساتھ ان کے احکامات پر سو فیصد کاربند اور منھیات سے بچتا ہے اگر بتقاضائے بشری نافرمانی ہو بھی جائے، اسکا علاج بھی بتا دیا کہ میرے حضور نادم وشرمسار ہو کر مغفرت کا طالب بن جائے تو نہ صرف معافی بلکہ خطا کاروں کے لسٹ میں کراما

کاتبین نے جو نام گناہگار کا لکھا جا چکا ہے مٹا دینے کا حکم صادر فرما دیں گے۔ بات ہو رہی تھی اللہ کی وعدہ کی۔ تو رب العالمین نے جن صفات کا ذکر آیت مذکورہ میں فرمایا ہے۔

اسلامی نظام کے برکات: صحابہ کرام اور خلفائے عظام تو حضورﷺ کے پروانے اللہ و اسلام پر مر مٹنے والے، آسمان ہدایت کے ایسے پروانے کہ جو مسلمان یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ "الصحابة كلهم عدول" اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ ان کے ادوار میں رب العزت نے کامل ایمان والوں کے ساتھ جو وعدے فرمائیں ہیں ان کی تفصیلات میں جانے کا موقع نہیں ہے۔ حرف بہ حرف ثابت ہو کر اُن کے بعد آنے والے مسلمانوں کیلئے بہترین کردار ادا کرنے کی وجہ سے تاریخ اسلام کے سنہری دور کی حیثیت حاصل کر لی اور اُن کے بعد جن خوش قسمت حکمرانوں نے اللہ کے خوف اور ایمان و اسلام کے بتائے ہوئے راہوں پر چل کر حکمرانی کی۔ رب کائنات نے ان پر بھی اپنے کرم و انعامات کی ایسی ہوائیں چلائیں کہ رعایا کے اذہان سے ظلم و جبر، کفر و شرک، بھوک و افلاس، دشمن کا خوف اور غلبہ، آفات سماوی و ارضی وغیرہ کا تصور ہی نہ رہا۔ ہر طرف امن و امان، رزق کی بہتات، مسلمانوں کا نام سنتے ہی کفار و اغیار کا کانپ جانا۔ ہر تکلیف پر بے چین ہوتا جیسے اوصاف حمیدہ ہم میں پیدا ہو کر دنیا کو بہترین امہ کا تصور پیش کر سکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل لوگوں کی حالت:

میں آپ حضرات کو بار بار اور کثرت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مثال دیتا ہوں کہ حضورﷺ کی آمد نے پہلے وہ کس خطہ ارضی میں پیدا ہوئے۔ اور وہاں کی جو نا گفتہ حالات تھے ان سے بھی آپ حضرات واقف ہیں۔ گناہ کی کوئی ایسی قسم نہ تھی جس میں وہ آلودہ نہ تھے۔ حضورﷺ کی آمد اور ان فسق و فجور میں لتھڑے ہوئے لوگوں میں جو خوش قسمت لوگ تھے ان کا خوابیدہ ضمیر جاگ کر اللہ کے وحدانیت کے نہ صرف قائل ہوئے بلکہ اللہ و رسول کے ہر حکم کو بجا آوری کو اپنے دنیا و آخرت کے فوز و فلاح کا واحد ذریعہ سمجھنے لگے تو ان میں ایسا انقلاب آیا کہ رب کائنات نے خود ان کے تقدیس اور پاکیزگی کا بیانگ دھل اعلان فرمایا۔ انہی مقدس ھستیوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا۔

صحابہ رضوان اللہ کو ان کی زندگیوں میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی بشارت:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (سورہ توبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور (مہاجروں) کی مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہو۔ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے اور تیار کر رکھی ہیں ان کے واسطے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوئی رہا کریں ان میں ہمیشہ کیلئے۔ یہی ہے بڑی کامیابی (تمہاری) اللہ اکبر کتنی بڑی نعمت۔ جسکا مقابلہ کسی بڑے سے

بڑے نعمت سے نہیں ہوسکتا۔غفور الرحیم نے اپنے الفاظ مبارکہ میں اعلان فرمایا کہ "اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی" ایک سچے اور ایمان کے نور سے معمور منور مسلمان کیلئے اس سے زیادہ خوشی اور کامیابی اور کیا ہوسکتی ہے۔یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ صرف مہاجرین اور مددگاروں سے رضا کا اعلان نہیں کررہے بلکہ قیامت تک جو مسلمان اُن کے اسوہ اور راستے کو اپنے لئے منتخب کرلیں ان کا انعام بھی ان کو اللہ کے رضا کی صورت میں ملے گا۔اللہ مجھے اور آپ سب بلکہ امت مسلمہ کو رضائے الٰہی نصیب فرمائے۔جن سے اللہ راضی ہو گویا سارا عالم اسکا مطیع ہوگا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جس سے اللہ ناراض ہوا سے دنیا کی کوئی طاقت و دولت اطمینان، سکون اور چین دلا نہیں سکتی۔

محترم دوستو: گزشتہ جمعہ اور آج دو قسم کے چند واقعات ذکر کردئے ایک وہ اقوام جن پر نہ انبیاء کے دعوت و تبلیغ کا کچھ اثر ہوا بلکہ اللہ کے طرف رجوع اور گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کی بجائے ان کی شقاوۃ قلبی اللہ سے بغاوت، انبیاء کی توہین کرنا پہلے سے بھی زیادہ ہوا پھر ان میں ہر ایک قوم کو اللہ نے جس عذاب سے دوچار کردیا۔مختلف مجالس میں آپ حضرات قرآن مجید کی تلاوت و تفسیر اور علماء کے مواعظ کے دوران سنتے رہتے ہیں۔دوسری قسم وہ قوم جنہوں نے اللہ و رسول اور انبیاء کے تعلیمات پر آمین کہتے ہوئے اپنے کئے ہوئے نافرمانیوں پر صدق دل سے معافی مانگ کر آئندہ معافی سے بچنے کا مصمم ارادہ کیا جن کو اللہ نے انعامات و اعزازات سے مالا مال کرکے غیر مسلموں کو ان کا محتاج بنادیا۔وقت کے بڑے بڑے جگادری اور اپنے آپ کو دنیا کی سپر طاقت کہلوانے والے حکمران قیصر و کسریٰ ہزاروں میل دور رہ کر بھی مسلمانوں کا نام سن کر اپنے جاہ و جلال اور فوج و قوت کے باوجود ان پر لرزہ طاری ہوجاتا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام اسلام لانے کا جو پروانہ ارسال فرمایا۔

تکبر و غرور کا بدلہ ذلت و رسوائی: تکبر اور نخوت کے جس پیکر نے اس خط کو اپنا توہین سمجھ کر پھاڑ دیا اللہ نے نہ صرف اسکے خاندان غالباً بقول حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آدم علیہ السلام کی تیسری نسل سے لیکر اسوقت تک ایک مملکت پر قابض رہنے والے مملکت کو ریزہ ریزہ کردیا۔اور ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہوکر سارا خاندان گوشہ گمنامی کا ہی بن گیا اور ان کی اقتدار کے نشے میں مست مستورات مسلمانوں کے گھروں میں باندیاں بن کر صفائی اور خدمت زاری کے اندھے گڑھے میں فقر و فاقہ کا شکار ہوئیں۔

موجودہ دور کے مسلمانوں کا کردار اور عالم کفر کا مسلمانوں کے خلاف اتحاد:

ان تمام واقعات کی روشنی میں آج ہم بحیثیت مجموعی تمام امت مسلمہ کا اور انفرادی طور پر پاکستانی مسلمانوں کی حالی کا جائزہ لیں اکثر اسلامی ممالک اس دور کے اہم مادی اسلحہ و طاقت یعنی تیل سے مالا مال ہیں۔افرادی طاقت جنگلات، سمندر، دریا، سونے چاندی، گیس و کوئلہ کے ذخائر سے بھرے پڑے ہیں اور پھر اللہ رب العزت نے دشمنان

اسلام سے دفاع و مقابلہ کیلئے ہر قسم کے آلات بنانے اور وسائل بروئے کار لانے کا واضح حکم بھی دیا ہے۔ اسکے باوجود پورے دنیا میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زیادہ مسلمان زبوں حالی کا شکار، اغیار کے آگے دست سوال پھیلانے والے، اُن کے ہر حکم پر سرنڈر ہونے والے، بدقسمتی سے ان کے مادر پدر آزاد تہذیب و معاشرہ کے متوالے، جب بھی ان کو کسی اسلامی ملک میں اسلامی نظام نافذ ہونا محسوس ہو۔ سارا عالم کفر بہانہ بنا کر ان پر اتحاد کی صورت میں حملہ آور ہو کر ملک تو کیا لاکھوں، مسلمانوں کو قتل کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے ایسے حالات میں بھی اسلامی ممالک کے حکمران جو در حقیقت اسلام کو مٹانے کی خواہش مند حکمرانوں اور ملکوں کے آلہ کار اور ایجنٹ ہوتے ہیں۔ آپس میں متحد ہونے کی بجائے مسلمان ملک کی تباہی پر بغلیں بجانا اپنا اولین فریضہ سمجھنا اور اپنے دینوی آقاؤں کو خوش کرنے کی ریس میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں مصروف رہتے ہیں، گلہ پھر کس سے کیا جائے پورا عالم اسلام حضورﷺ کے ارشاد کے مطابق ایک دستر خوان جس پر ہر طرح کے طعام چنے ہوئے ہیں کفار ایک دوسرے کو دعوتیں دیکر اپنا اپنا حصہ حاصل کرنے کیلئے بلا رہے ہیں۔ یہ تو عالم اسلام کی دینی، ایمانی غیرت کی جھلک تھی اب مختصراً اپنے ملک کے حالات، عوام کی بے بسی، دین سے بے راہ روی، اسباب عیاشی کی کثرت، کفار و لادینوں کی نقالی وغیرہ ہم کہاں پہنچ چکے ہیں جذبہ رجوع الی اللہ کا ختم ہونا۔

پاکستان پر اللہ تعالیٰ کے لامتناہی انعامات اور ہماری ناقدری کا انجام:

اللہ نے پاکستان کو بھی بے پناہ قسم انعامات سے نوازا ہے۔ چاروں موسم جو ہر قسم حالات سے موافق، گننا اور ذکر کرنا اس محدود وقت میں آسان نہیں۔ ملک کا چپہ چپہ اللہ کے انعامات سے بھرا پڑا ہے۔ اسلام کے نام پر حاصل کردہ ملک میں لاتعداد مساجد، مدارس، دین کی اشاعت کرنے والے جرائد، دینی جماعتیں، علماء، محافل پند و نصائح وغیرہ کا دور دورہ ہے۔ اسکے باوجود اس ملک میں بسنے والے اٹھارہ انیس کروڑ مسلمانوں کو چین و سکون نہیں۔ کبھی خشک سالی کا واویلا تو کبھی بارشوں کا نہ رکنے والا طوفان، طوفان نوح کی شکل اختیار کر کے ملک کے نصف سے زیادہ املاک، نفوس اور آبادی "ھباءً منثورا" کے مناظر پیش کرتے ہوئے ہمیں بربادی سے دوچار کر دیتے ہیں۔ چار پانچ سال قبل صبح کے وقت ہولناک زلزلے کی جس میں ہزاروں مرد و زن بچے جان بحق، شہروں، بلند و بالا عمارتوں کا زمین بوس ہونا یاد ہوگا۔ چند ماہ سے اس ملک میں ایک چھوٹے سے مچھر نے ہزاروں نفوس کے بیک جنبش ہلاکت سے کئی گھرانے اجڑ گئے وغیرہ وغیرہ۔ قدرتی وسائل سے مالا مال اس اسلامی ملک کے امن و امان کو 9/11 کے بعد ایک ظالم و جابر عفریت امریکہ اور اسکے مددگاروں نے خود اور خطہ میں اسکی موجودگی نے پاکستان کو آگ و خون کے دریا میں ایسا ڈبو دیا کہ اس اسلام دشمن مسلمانوں کے قاتل کی وجہ سے اس ملک میں امن و امان کا تصور ہی ختم ہوگیا۔ کئی دریا خشک، بجلی ناپید، ملک کی قدرتی اور ارزاں ... گیس جوئے شیر لانے کے مترادف، مسلمان مسلمان کا گلہ کاٹ رہا۔ احترام آدمیت نے یادرفتہ کی حیثیت حاصل

لی۔اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں آسمان تک پہنچ گئیں۔نچلے طبقے کی ان اشیاء تک رسائی کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا متوسط طبقہ اپنی سفید پوشی کی بھرم قائم رکھنے کیلئے خودکشیاں کرنے لگے۔جو حکمران مسند اقتدار پر قبضہ کر لیتے ہیں رعایا کی صحت، ملازمت، غربت اور تعلیم وغیرہ کی طرف توجہ دینے کی بجائے قومی خزانہ کو مادر شیر سمجھ کر نہایت بے دردی سے کرپشن اور لوٹ مار میں مصروف رہتے ہیں۔الغرض ایسی کوئی آفت ومصیبت نہیں جس سے ہمارا ملک محفوظ ہو۔یہ تمام مصائب جو ہمیں دستک دے رہے ہیں کہ راہ راست اختیار کرلو ورنہ پہلے سے زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔اسلام کے آمد سے قبل جتنے اقوام ہلاک وبرباد ہوئے وہ اپنے بداعمال کیوجہ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (شورى. ۲۹) یعنی تم پر جو مصائب آتی وہ تمہارے رہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اللہ تو بہت سے گناہوں سے درگزر بھی کر دیتا ہے اگر ہر جرم پر اس ذات باری کی پکڑ ہوتی تو ہمارا کیا حال ہوتا۔عوام کی اکثریت لھو ولعب، عیاشی وفحاشی، حرام خوری، زنا کاری اور اسباب زنا کاری، ناپ تول میں دھوکہ، حقوق اللہ تو کیا حق العبد ہوس مال وزر خواہ حرام اور ظالمانہ طریقہ سے کیوں نہ ہو۔الغرض ایسی کوئی برائی نہیں جس میں ہم اور ہمارے حکمران من حیث القوم مبتلا نہ ہوں۔

مسلمانوں کو بے راہ روی اختیار کرنے پر عیاشی کے آلات کی ارزانی:

غیر مسلموں نے مسلمانوں کی کمزوریوں کو دیکھ کر سائنس اور ٹیکنالوجی کے نام پر ایسے اشیاء بنا کر ہمیں ارزان قیمتوں پر دینے کا سلسلہ شروع کر دیا مثلاً ایک موبائل فون کو لیجئے اگر اس میں معمولی فوائد ہیں تو اُن فوائد کی آڑ میں اس سے جو فحاشی اور بدکاری پھیل رہی ہے۔تفصیلات سننے پر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔پھر اس پر نیٹ کا اضافہ ہو کر اس نے اسلامی تہذیب کا جنازہ نکال دیا۔دین سے بے خبر لوگ ان جدید انکشافات واکتشافات کی چند خوبیاں گن کرا سکے تہہ میں جو تباہی ہے جس نے بڑوں، مردوں، عورتوں حتیٰ کہ نابالغ بچوں کی زندگیاں بھی مسخ کر دیں جب کلمہ گو ان خرافات میں مبتلا ہو جائے تو کیا پھر بھی ہم اللہ کے کرم اور رحم کے مستحق ہیں۔گزشتہ امتوں کو چند انگلیوں پر گننے والے گناہوں پر سخت عذابوں سے دوچار کر دیا۔جبکہ ہم میں وہ سب گناہ تو بدرجہ اتم موجود ہیں ہمارے روشن دماغی نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں گناہ کا اضافہ کر دیا۔عذابوں کا سامنا نہ ہوگا تو کیا رحمتوں کے ہم انتظار میں رہیں گے۔ان تمام مصائب ومشکلات کا ایک ہی نسخہ اور تریاق ہے کہ ہم من حیث القوم رجوع اسے اللہ کر کے توبہ تائب ہو جائیں خدانخواستہ اگر ہم ہر روز سے دوسرے روز مزید گناہوں کے دلدل میں پھنستے رہے ہیں تو کہیں ایسا عذاب نہ آئے کہ پھر توبہ اور استغفار کا موقع ہی ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے۔رب العزت مجھے اور آپ سب کو گناہوں کے سیلاب سے بچا کر استغفار اور توبہ کی توفیق دے۔